مطبوعات

The Kingdom of God

مؤلفہ: جناب سید علی احمد شاہ صاحب پریذیڈنٹ آزاد کشمیر گورنمنٹ۔
شائع کردہ: شیخ محمد اشرف، کشمیری بازار، لاہور
قیمت درج نہیں۔

انتیس صفحے کا یہ انگریزی پمفلٹ اسلامی دستوریات سے بحث کرتا ہے۔ جناب مؤلف نے دستور پاکستان کی بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ میں جن ترامیم کی ضرورت محسوس کی ہے ان کو مختصراً سلسلہ وار پیش فرمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پمفلٹ دینی جوش کا مظہر ہے اور متعدد ترامیم ایسی ہیں کہ جن سے اسلام پسند طبقہ مطمئن ہوگا۔ پھر پمفلٹ اس بات کی بھی شہادت دیتا ہے کہ شاہ صاحب نے قرآن اور بائیبل کی خاصی ورق گردانیاں کی ہیں۔

لیکن دوسرے پہلو سے ایک تبصرہ نگار کی نگاہ بعض ایسے پہلو بھی دیکھتی ہے کہ جن کی طرف بڑے ادب و احترام سے اشارہ کر دینا ضروری ہے۔ اول تو تحریر کا مزاج اور بحث کا اسلوب دستوریاتی نہیں اور پھر استدلال میں مذہبی عقیدت کا زور جتنا شامل ہے اتنا فکری انداز نہیں بلکہ اس پر مزید یہ کمزوری کہ بعض مواقع پر کسی موضوع کے لئے جن آیات قرآنی کا حوالہ دیا گیا ہے ان کا کوئی بنیادی تعلق اس موضوع سے نہیں۔ اور جن آیات قرآنی میں اس موضوع کے لئے مواد ہے وہ بالکل درکنار رہ گئی ہیں۔ اس طرح آیات کو اصل محل سے ہٹا کر استعمال کرنے کی جو شائیں پیدا ہو گئی ہیں ان میں سے بطور نمونہ ایک کا تذکرہ یہاں کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ "مرکزی مقننہ کو مؤلف" ہاؤس آف پیرنٹس" (House of Parents) کا نام دیتے ہیں اور اس نام کو قرآنی روح کے مطابق قرار دیتے ہوئے ان آیات کو حوالہ میں پیش کرتے ہیں جن میں اطاعت وخدمت والدین کا حکم دیا گیا ہے۔

آپ کی رائے میں پاکستان کی ریاست" اسلامی" ہونے کے باوجود کثیرالاحزاب ریاست

(Multi Pa ties State) قرار پاتی ہے، کیونکہ آپ ص۱ پر صدرِ حکومت کے حلف کی دفعہ ع۱۱ پر گفتگو کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ وہ اکثریت رکھنے والی پارٹی (یعنی مسلمانوں) میں سے ہوگا۔ اس عبارت سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسلامی ریاست کی کارفرمائی مسلم اکثریت اور غیر مسلم اقلیتوں کے درمیان مشترک ہے۔ اسے سہو سمجھا جا سکتا تھا لیکن دوسری جگہ آپ نے وزارت میں غیر مسلموں کو شریک کرکے واضح کر دیا ہے کہ درحقیقت آپ کا تصور یہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مرکزی مقننہ کے لئے مردوں اور عورتوں کے مشترک ایوانِ اعلیٰ (کیونکہ دونوں صنفوں کے بغیر "ایوانِ والدین" کیسے بنتا) کی ضرورت کو نمایاں کیا ہے۔

پھر "وزیرِ اعظم" کے لئے خلیفہ کی اصطلاح تجویز کرنا۔ اور اس پر منجملہ دیگر آیات کے "إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" کو دلائل کی صف میں لا رکھنا بھی بہت عجیب معلوم ہوا۔

دفعہ ۴۰ ص۲۶ کے تحت بلوں کی توثیق پر گفتگو کرتے ہوئے آپ یہ تجویز فرماتے ہیں کہ بل تو ایوان پاس کرے لیکن جب وہ صدرِ ریاست کے سامنے منظوری کے لئے جائے تو وہ ماہرینِ علومِ دین کے مشورے سے اس کی منظوری کا فیصلہ کرے۔ یوں تو ماہرینِ علومِ دین کا مشورہ صدرِ حکومت کے لئے قدم قدم پر لازم ہوگا لیکن اگر اس مقصد کے لئے دستور کے تحت کوئی خاص مجلس تشکیل پائے تو پھر ثنویت کا یہ سسٹم حد درجہ خطرناک ہے۔ جب بھی دنیا کے ماہرین اور دین کے ماہرین کو آپ الگ کریں گے تو دونوں میں تصادم ہو کے رہے گا۔ دنیا کے ماہرین بل پاس کریں اور دین کے ماہرین اس بل کی قسمت کا فیصلہ کریں تو یہ صورت بہرحال چلنے والی نہیں۔ آپ کے معمولی ایوان ہی کو دین و دنیا کے ماہرین کا جامع ہونا چاہئے۔ بغیر اس کے مقننہ کی کل کبھی سیدھی نہ بیٹھے گی۔

یہ چند باتیں نہ بطورِ سوئے ادب عرض کی گئی ہیں، نہ بطورِ تنقیص بلکہ محض تبصرہ کے ناخوشگوار تقاضے کے تحت پورے جذبۂ خیرخواہی کے ساتھ عرض کی گئی ہیں۔ ان ساری چیزوں کے باوجود ہم جناب مؤلف کے جذبہ کی قدر کرتے ہیں۔